© rasailojaraid.com

نظرات

افسوس ہے ابھی مولانا عبدالماجد دریا بادی کے اشک ماتم خشک بھی نہیں ہوئے تھے کہ اردو ادب وانشا کے میدان کا ایک اور شہسوار گرا یعنی پروفیسر رشید احمد صاحب صدیقی نے کم وبیش پچاسی برس کی عمر میں علی گڑھ میں وفات پائی اور وہیں سپرد خاک ہوئے، مرحوم کا اصل وطن جونپور تھا لیکن طالب علمی کے زمانہ میں علی گڑھ آئے تو بس یہیں کے ہو کر رہ گئے، یہیں انھوں نے تعلیم کی تکمیل کی، اُس زمانہ میں اردو میں ایم۔ اے نہیں ہوتا تھا اس لئے فارسی میں ایم۔ اے کیا، پھر یہیں اردو کے لکچرر ہوئے، ایک عرصہ کے بعد ریڈر بنے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب جن کو مرحوم ہمیشہ مرشد کہتے اور لکھتے تھے اُن کی وائس چانسلری کے زمانہ میں پروفیسر ہو گئے لیکن اس عہدہ پر فائز ہوئے ابھی دو ہی برس ہوئے تھے کہ ملازمت سے سبکدوش کر دیئے گئے، یونیورسٹی کے قانون کے مطابق وہ ابھی توسیع کے مستحق تھے لیکن اس زمانہ میں یونیورسٹی میں جو سیاست چل رہی تھی وہ مانع ہوئی اور شیخ عبدالرشید (شعبۂ تاریخ) وغیرہ کے ساتھ یہ بھی ریٹائرڈ کر دیئے گئے۔ مرحوم نہایت خود دار اور حساس تھے اس لئے انھوں نے شکوہ شکایت کسی سے نہیں کیا لیکن انھیں اس کا احساس عمر بھر رہا، چنانچہ وہ علی گڑھ میں ہی اپنے ذاتی طویل وعریض مکان میں ایسے گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گئے کہ نہ کبھی اردو ڈپارٹمنٹ میں قدم رکھا اور نہ یونیورسٹی کی کسی تقریب، کسی پارٹی اور فنکشن میں کہیں نظر آئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مرحوم نے اگرچہ کوئی مستقل کتاب کبھی نہیں لکھی اور نہ کوئی علمی اور تحقیقی کام کیا لیکن وہ اردو زبان کے عظیم نکتہ دان اور ادیب تھے، اس لئے مضامین کثرت سے لکھے جن کے دو مجموعے "طنزیات و مضحکات" اور "مضامین رشید" کے نام سے طبع ہو کر ارباب ذوق میں مقبول اور مشہور ہوئے، علاوہ ازیں بعض خطبات بھی چھپے ہیں، ان کا اردو، فارسی اور انگریزی ادب کا مطالعہ وسیع تھا۔ ذہانت خداداد، طبیعت میں جولانی اور نکتہ آفرینی، قوت مشاہدہ تیز، ان سب چیزوں نے جمع ہو کر انھیں ایک بالغ نظر، دقیقہ رس اور اعلیٰ درجہ کا ادیب اور نقاد بنا دیا۔ اُن کی تحریریں زبان و بیان کی صحت و شگفتگی کے ساتھ ایک خاص قسم کا بانکپن اور تیکھا پن پایا جاتا تھا۔ سنجیدگی اور متانت کے ساتھ لطیف طنز و مزاح کی آمیزش ان کی نگارش کو شراب دو آتشہ بنا دیتی تھی، اس وصف خاص میں اگر کوئی ان کا ہمسر تھا تو وہ احمد شاہ بخاری پطرس تھے، لیکن کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے رشید احمد صدیقی احمد شاہ بخاری پر ترجیح کے مستحق ہیں، یہی وجہ ہے کہ برصغیر ہند و پاک کے ادباء اور دانشور انھیں اپنا سالارِ کارواں مانتے اور تسلیم کرتے تھے۔

انھوں نے ایک زمانہ میں علی گڑھ سے ایک سہ ماہی مجلہ "سُہیل" کے نام سے نکالنا شروع کیا تو ظاہری اور معنوی حیثیت سے یہ ایسی آن بان اور شان کا مجلہ تھا کہ بڑے بڑے نامور ادبی مجلات و رسائل اس کی آب و تاب کے سامنے ماند پڑ گئے، اس زمانہ کے اکابر علم و ادب حافظ محمود خاں شیرانی، پروفیسر محمد اقبال (پنجاب یونیورسٹی) مولانا ابوبکر شیث اس کے مقالہ نگاروں میں تھے۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی کا ڈرامہ "زود پشیمان" سب سے پہلے اسی میں شائع ہوا تھا لیکن افسوس ہے کہ یہ شعلہ مستعجل ثابت ہوا، چھ سات نمبر ہی نکل پائے تھے کہ بند ہو گیا۔ اس

© rasailojaraid.com